بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماشاء اللہ کان وما لم یشأ لم یکن وھو الحکیم القدیر

Abdul Majeed

Shaikh-ul-Hadees & Rees-ul-Mudarseen
Jamia Islamia Bab-ul- Uloom (Reg)
Kehror Pacca Distt. Lodhran.

Off: (06514) 32983
Res:(06514) 32854

باب العلوم

عبدالمجید
شیخ الحدیث ورئیس المدرسین
الجامعۃ الاسلامیۃ باب العلوم کہروڑ پکا لودھراں پاکستان

فون دفتر ٣٢٩٨٣(٠٦٥١٤) رہائش: ٣٢٨٥٤

Date: ٢٧ صفر المظفر ١٤٢٩

مکرم و محترم مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب ! دامت برکاتھم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ مندرجہ ذیل سوالات کا جواب جلدی مطلوب ہے
اسلئے آپکو نامزد کر کے خط لکھ رہا ہوں

(١) کسی کی وفات کے بعد تین دن تک مجلس تعزیت تو صراحتاً روایات میں مذکور ہے
تین دن کے بعد مجالس تعزیت کا انعقاد کب تک جائز ہے
اور کس دلیل سے ١٤ سو سال بعد بھی اگر کسی بزرگ کیلئے مجالس عزاء
قائم کی جائیں تو کیا شرعاً کوئی ممانعت کی وجہ ہے۔

عبدالمجید، شیخ الحدیث، رئیس المدرسین، جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا لودھراں

٣/١٤
٢٩
(
٣/٢٣
٢٠٠٨

٦
١٠٣١

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	عنوان تبویب

(۲) تعزیتی جلسوں میں مراثی اور مدحی قصائد اور اطراء مدائح پر مشتمل بیانات سے رونا اور رلانا کیا یہ جاہلیت اولیٰ کی مجالس نوحہ کی نشاۃ ثانیہ تو نہیں۔

(۳) وفات کی تاریخ پر سوانحی مضامین کا تکرار ہر سال کیا یہ برسی منانے کے حکم میں نہیں؟ بینوا توجروا

السائل

عبدالمحسن [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً

تین دن کے بعد مجلس تعزیت منعقد کرنے کا حکم

﴿۱﴾......شہر والوں کیلئے اہل میت سے تعزیت کا وقت صرف تین دن ہے، اس کے بعد مکروہ ہے، اور جو لوگ شہر سے باہر رہتے ہوں ان کے لئے بعد میں بھی آ کر تعزیت کرنا جائز ہے۔ لیکن اس کے لئے باقاعدہ مجلس تعزیت منعقد کرنا بے اصل ہے۔

اور چودہ سو سال کے بعد تعزیت کی مجلس منعقد کرنا اگر اظہار غم کیلئے ہو تو اس کے عدم جواز میں کوئی شبہ نہیں حدیث شریف میں ہے لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحد على ميت فوق ثلاثة أيام إلا على زوجها أربعة أشهر وعشرا.

نیز تعزیہ کا مقصد اہل میت کو تسلی دینا ہے، طویل عرصہ کے بعد یہ علت نہیں پائی جاتی، اسی طرح تعزیہ میت کے رشتہ داروں کی تسلی کے لئے مشروع ہے اور سو سال کے بعد میت کے رشتہ دار موجود نہیں ہوتے۔

البتہ اگر کسی مجلس کا انعقاد اظہار غم کیلئے نہ ہو بلکہ کوئی جلسہ اس نیت سے منعقد کیا جائے کہ مرحوم بہت بڑے عالم یا اللہ والے تھے اسلئے ان کی زندگی کے قابل اتباع پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے تاکہ دوسروں میں عمل کا شوق پیدا ہو تو اس میں حرج نہیں، بشرطیکہ اس جلسہ کو بدعت بنانے والے امور (مثلاً دسواں چالیسواں اور سالانہ تاریخوں کا تعین وغیرہ) اس میں موجود نہ ہوں۔

فی الهندية: (ومما يتصل بذلك مسائل) التعزية لصاحب المصيبة حسن كذا في الظهيرية وروى الحسن بن زياد إذا عزى أهل الميت مرة فلا ينبغي أن يعزيه مرة أخرى كذا في المضمرات.

ووقتها من حين يموت إلى ثلاثة أيام ويكره بعدها إلا أن يكون المعزى أو المعزى إليه غائبا فلا بأس بها ......ويستحب أن يعم بالتعزية جميع أقارب الميت الكبار والصغار والرجال والنساء إلا أن يكون امرأة شابة فلا يعزيها إلا محارمها كذا في السراج الوهاج.

الفقه الاسلامي وادلته: وتكون إلى ثلاث ليال بأيامها وتكره بعدها إلا لغائب حتى لا يجدد له الحزن ولإذن الشارع في الإحداد في الثلاث بقوله صلى الله عليه وسلم: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحد على ميت فوق ثلاثة أيام إلا على زوجها أربعة أشهر وعشرا.

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	عنوان تبویب

الموسوعة الفقهية الكويتية:مدة التعزية :

جمهور الفقهاء : على أن مدة التعزية ثلاثة أيام ـ واستدلوا لذلك بإذن الشارع فى الإحداد فى الثلاث فقط بقوله صلى الله عليه وسلم : لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحد على ميت فوق ثلاث إلا على زوج : أربعة أشهر وعشرا وتكره بعدها ؛ لأن المقصود منها سكون قلب المصاب والغالب سكونه بعد الثلاثة فلايجدده الحزن بالتعزية.

تعزیتی جلسوں میں مرثیہ اور قصیدہ پڑھنے کا حکم

﴿۲﴾...... اگر وہ جلسے بذات خود بدعت نہ ہوں (مثلاً چالیسواں برسی وغیرہ) اوران جلسوں میں ایسے قصائد واشعار پڑھے جائیں جن میں جھوٹ نہ ہو اور خلاف حقیقت مبالغہ پرمبنی نہ ہو نیز اور کوئی خلاف شرع امر اس میں نہ ہو تو ان کے پڑھنے کی گنجائش ہے۔ لیکن اگر ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو وہ جائز نہیں، جیسا کہ درج ذیل عبارات سے واضح ہے۔

فی : حاشة الطحطاوی علی المراقی: وقال فی التجنيس والمزيد يكره الإفراط فى مدح الميت لا سيما عند جنازته لأنه صنيع الجاهلية وقدقال صلى الله عليه وسلم : من تعزى بعزاء الجاهلية فأعضوه على هن أبيه ولا تسكنوا ولا بأس بإرثاء الميت بشعر أو غيره مالم يفرط فى مدحه.

نصاب الاحتساب:رفع الصوت عند الجنازة يكره واختلف فى تفسيره فيحتمل أن يكون المراد منه النوحة وتمزيق الثياب وخمش الوجه وذلك مكروه ويحتمل أن يكون المراد منه ما كان أن يقوم رجل بعد ما اجتمع القوم للصلاة ويدعو للميت ويرفع صوته وذلك مكروه لأن السنة فى الأدعية الخفية وبهذه الحجة ظهرت أن المراثى المعهودة فى بلدتنا مكروهة لأن فيها مبالغة الثناء والجهد بالدعاء ويحتمل أن يكون المراد منه ما كان عليه أهل الجاهلية من الإفراط فى مدح الميت عند جنازته حتى كانوا يذكرون ما يشبه المحال واصل الثناء ليس بمكروه لقوله عليه السلام فى حق ابن رواحه حين استشهد كان أولنا وصولا وآخرنا قفولا وكان يصلى الصلاة لوقتها ....فعلم أن المدح للميت جائز والمدح المتجاوز عن الحد المشروع وهو أن يمدح بما لا يكون فيه حرام .

الموسوعةالفقهية الكويتية: الرثاء : هو الثناء على الميت بذكر صفاته الحميدة نثرا كان أو شعرا. والصلة بين الرثاء والنياحة أن الرثاء يقع على سبيل المدح ولا يكون بلفظ النداء.

وأما النياحة فتكون بتعديد محاسن الميت مع رفع الصوت بالبكاء أو بغير بكاء .

وفات کی تاریخ پر ہر سال سوانحی مضامین لکھنے کا حکم؟

التعزية : أصل العزاء هو الصبر وتعزية أهل البيت : تسليتهم وتأسيتهم وندبهم إلى الصبر ووعظهم بما يزيل عنهم الحزن فكل ما يجلب للمصاب صبرا يقال له : تعزية ـ والصلة بين التعزية والنياحة أن كلا منهما كلام يقال بمناسبة الموت ولكن مضمون كل منهما مختلف وكذلك مقصودهما فبينما تتضمن التعزية كلاما يوجه إلى أهل الميت مباشرة ويقصد به تصبيرهم على المصيبة والدعاء لهم تتضمن النياحة كلاما يجدد الأحزان ويوحى بالتبرم من الأقدار لذلك اختلفا فى الحكم الشرعى حتى كان حكم التعزية أنها مندوبة وحكم النياحة التحريم .

﴿۳﴾...... اگر ایسے مضامین لکھے جائیں جن میں کسی بزرگ کی زندگی کے قابل اتباع پہلوؤں کو اجاگر

عنوان / تبویب	مضمون سوال و جواب	نام و پتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاویٰ	فتویٰ نمبر مع رجسٹر
	کیا جائے اس نیت سے کہ دوسرے بھی اس کی اتباع کریں تو اس میں شرعاً حرج نہیں۔ اور اس کو برسی کہنا درست نہیں، کیونکہ برسی ہمارے عرف میں ایک خاص رسم کو کہتے ہیں جو اصل میں غیر مسلموں سے چلی ہے جو درست نہیں، اور کسی بزرگ کے احوال پر اس کی یاد دلانے کیلئے صرف مضمون لکھنا برسی میں شامل نہیں۔ البتہ اگر ان مضامین میں بھی ناجائز مبالغہ کیا گیا ہو یا مضمون لکھنے کے ساتھ بدعات کا ارتکاب کر کے اسے باقاعدہ برسی کی شکل دی جائے تو وہ بدعت میں داخل ہو کر ناجائز ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب			

(سید حسین احمد)

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

۱۳-۳-۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ

۱۴۲۹/۳/۱۴ھ